دواوین شاہ حاتم

ڈاکٹر عالیہ امام

Abstract:

Sheikh Zahur-ud-Din Hatim is an important poet who came to lime light before Sauda and Mir and got prominence. He wrote his old Diwan but after the siege of Delhi by Ahmad Shah in 1739, this style was out dated. And a new style of poetry became popular with the advent of Mir, Sauda, Dard etc. Under the circumstances Hatim revised his old diwan thoroughly and prepared a new diwan which was entitled " Diwan Zada " and arranged it in chronological order which was something new at that time. He also wrote a Diwan of Persian poetry which has been published in 2010 from India. This article throws light on his various published Diwans, indicating several changes made by the poet himself in his earlier poetry.

شیخ ظہورالدین حاتم دہلی میں ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ظہور ان کا مادۂ تاریخ ولادت ہے۔ ان کے والد شیخ فتح الدین سپاہی پیشہ تھے۔ حاتم نے بھی یہی روزگار اپنایا۔ ان کی ابتدائی عمر تنگ دستی میں گزری۔ ۱۷۳۵ء میں وہ نواب عمدۃ الملک کے مصاحب بن گئے۔ بعدازاں امیر نورالدولہ خاں کے ہاں خانِ ساماں کی ملازمت اختیار کر لی۔ ان کی زندگی عیش و آرام سے بسر ہو رہی تھی۔ درویشوں سے عقیدت کی وجہ سے وہ گاہے بگاہے میر بادل علی کے تکیے پر حاضری دیتے رہتے تھے۔ پھر ان کے صحبتِ فیض سے دنیاداری ترک کر دی اور قلندری و درویشی اختیار کر لی۔

یہاں سے حاتم کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوا۔ وہ نہایت متشرع اور دین دار ہو گئے۔ شاہ بادل کی وفات کے بعد حاتم ایک اور درویش شاہ تسلیم کے بھی معتقد رہے اور ان کے تکیے پر بقیہ عمر بسر کی۔ ان کی شعروشاعری سے دل چسپی تاعمر قائم رہی۔ مصحفی نے قیامِ دہلی کے دوران جو مشاعرے اپنے گھر پر منعقد کرائے، حاتم ان میں شریک

ہوتے رہے۔ حاتم کا انتقال ۱۱۹۷ھ/۸۳-۱۷۸۲ء کے رمضان المبارک میں ہوا۔(۱)

حاتم کا شمار ان شعرا میں ہوتا ہے جن کا لسانی شعور عمدہ تھا۔ انھوں نے قدیم دیوان ایہام گوئی کی طرز پر مکمل کیا تھا۔ جب ایہام گوئی کے خلاف ردِعمل ہوا اور تازہ گوئی کا دور شروع ہوا تو حاتم نے بہت سا کلام متروک کر دیا۔ انھوں نے بہت سی تبدیلیوں کے بعد نئے دیوان کو ''دیوان زادہ'' کے نام سے موسوم کیا۔ ان کی تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ دیوان قدیم ۲۔ دیوان زادہ ۳۔ دیوان فارسی

۴۔ (الف) دیباچہ دیوان زادہ (فارسی) (ب) نسخہ مفرح الضحک (نثر اردو) (۲)

حاتم نے اردو اور فارسی، دونوں زبانوں میں شاعری کی۔ فارسی میں وہ مرزا صائب سے متاثر تھے اور اردو میں ولی دکنی کے طرزِ سخن کے مداح تھے۔ حاتم کا دیوان قدیم ۱۱۴۴ھ/۱۷۳۱ء* میں مرتب ہو کر بلادِ ہند میں مشہور ہوا۔ ان کی ۱۱۴۱ھ/۱۷۲۸ء کی ایک غزل کا شعر ہے:

؎ کئی دیوان کہہ چکا حاتم اب تلک پر زباں نہیں ہے درست

اس کے کئی سال بعد ''دیوان زادہ'' مرتب ہوا۔ اس کے دیباچے پر ۱۱۶۹ھ/۱۷۵۵ء کی تاریخ درج ہے۔ ''دیوان زادہ'' کے چند قلمی نسخے موجود ہیں جن میں انڈیا آفس لائبریری کا نسخہ (مکتوبہ ۱۱۷۹ھ/۱۷۶۵ء) نسخہ رام پور (مکتوبہ ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء) اور پنجاب یونیورسٹی کا مخطوطہ ''دیوان زادہ'' ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء کا لکھا ہوا ہے۔ اس پر ۱۱۹۷ھ/۱۷۸۲ء تک کے حواشی دیے گئے ہیں جو حاتم کا سالِ وفات ہے۔ اس کی کتابت حاتم کے شاگرد مکند سنگھ فارغ بریلوی نے کی ہے۔ دیوان کے خاتمے کی عبارت ہے:

''تمام شد اختصار دیوان مخاطب دیوان زادہ من تصنیف ظہورالدین حاتم مدظلہٗ، بتاریخ بیست و یکم جمادی الاخریٰ سن ۲۳ جلوس شاہ عالم بہادر مطابق ۱۱۹۵ ہجری کاتبہ کمترین شاگردان ایں جناب مکند سنگھ فارغ غفراللہ ذنوبہ وسر عیوبہٗ'' (۳)

دیوانِ حاتم کی اہمیت کی چند وجوہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ اِس سے اُس دور کے لسانی تغیرات واضح ہوتے ہیں۔ دوسرے حاتم نے اپنے دیوان کی تاریخی ترتیب قائم کی جو ان کی انفرادیتِ طبع کا ثبوت ہے۔ تیسرے غزلوں پر عنوانات (طرحی، فرمائشی، جوابی) قائم کیے۔ ان کے کلام کی ترتیب و تدوین کے حوالے سے جو کام سامنے آئے ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ انتخابِ سخن---حسرت موہانی:

حسرت موہانی نے گیارہ جلدوں میں کم و بیش دو سو شعرا کے دواوین کے انتخابات ''انتخابِ سخن'' کے نام سے

---

* تمام عیسوی سنین بحوالہ

ابوالنصر محمد خالدی (مرتب)، تقویم ہجری و عیسوی، پاکستان: انجمن ترقی اردو، اشاعت سوم، ۱۹۷۴ء

شایع کیے۔ حاتم کا ''انتخابِ کلام'' جلد اول کا حصہ ہے اور اسی سے پہلی جلد شروع ہوتی ہے۔ اس کے صفحات ص۷۱ سے ۶۸ تک ہیں۔ اس میں ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۴ء تک کی غزلیات کا انتخاب شامل ہے۔ انھوں نے اپنے طریقِ کار کی وضاحت کر دی ہے کہ غزل کی صورت برقرار رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے اور مطلع و مقطع کو بھی ممکنہ حد تک شامل کیا گیا ہے۔ اس انتخاب کا مقصد شعرا کے کلام کو محفوظ کرنا ہے اور ناپید ہونے سے بچانا ہے۔(۴)

۲۔ دیوان زادہ--- حاتم، (مرتبہ) غلام حسین ذوالفقار:

یہ مکتبہ خیابان ادب لاہور سے ۱۹۷۵ء میں چھپا۔ ص۱-۴۰ تک مقدمہ ہے۔ اس کے بعد غزلیات کا متن ۱-۱۷۹ تک ہے۔ ص۱۸۱-۲۲۷ تک دیگر اصناف مثلاً رباعیات، مخمسات، مثنویات وغیرہ کا متن درج ہے۔ اس کے بعد تعلیقات ہیں جو ص۲۳۷ پر مکمل ہو جاتے ہیں۔ آخر میں اشاریہ (غزلیات بہ حروفِ تہجی) اور دو صفحوں کی مختصر سی فرہنگ ہے۔

غلام حسین ذوالفقار نے مقدمہ میں اپنے پیشِ نظر نسخوں کا ذکر کیا ہے مثلاً انتخاب حسرت موہانی انڈیا آفس لائبریری کا نسخہ، نسخۂ لاہور وغیرہ۔ انھوں نے بنیادی ماخذ ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء کے ''نسخۂ لاہور'' کو بنایا ہے جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود تھا۔ دیگر نسخوں سے تقابل کر کے تصحیح متن کی کاوش کی گئی ہے۔ حاتم کے دیوانِ قدیم کے متروکہ متن کو شامل نہیں کیا گیا اور جدید املا کے مطابق چند تبدیلیاں کی گئی ہیں مثلاً حاتم کے زمانے میں تکلمی لہجے کو اختیار کر لیا جاتا تھا اسی بنا پر تسبیح اور صحیح جیسے الفاظ کو تسبی اور صحی لکھتے تھے۔ ان کے علاوہ یہہ، جگہہ وغیرہ کے درمیان ہائے ہوز کا بے جا استعمال کیا جاتا تھا اور اب جدید املا میں ''یہ'' اور ''جگہ'' لکھتے ہیں۔ اس غلط العام طریقے کو تدوین کے دوران درست کر دیا گیا ہے تاکہ قاری کے لیے قدیم املا کی تفہیم دشوار نہ رہے۔ دیوانِ حاتم کے امتیازات کا ذکر کیا گیا ہے کہ حاتم نے فارسی دیباچے میں جو خوبیاں گنوائی تھیں وہ دیوان میں موجود ہیں۔ حاتم کی عبارت ملاحظہ کیجیے:

> ''مشتے نمونہ از خروار برآوردہ، بطریق اختصار سواد بیاض نمودہ بہ دیوان زادہ مخاطب ساختہ،۔۔۔ و اوزان و بحور نیز داخل کردہ تا مبتدیان از و فایدہ بردارند و بسرخی غزلیات مع سنہ بسہ قسم بقید قلم آورد: یکے طرحی، دوم فرمایشی، سوم جوابی، تا تفریق آں معلوم گردد۔'' (۵)

۳۔ دیوانِ حاتم (انتخاب دیوان قدیم)--- مرتبہ پروفیسر عبدالحق:

یہ دیوان جون ۲۰۱۰ء میں مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور سے چھپا۔ اس کتاب کو مرتب نے شمالی ہند کا پہلا اردو دیوان قرار دیا ہے اور مقدمہ میں لکھا ہے کہ اس کتاب کا متن حاتم کے قدیم دیوان ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء کا نہیں ہے بلکہ اس کا ایک انتخاب ہے۔ یہ انتخاب مدون کے مملوکہ ذاتی نسخے پر مبنی ہے اور اس میں کئی غزلیات ایسی بھی ہیں جو ''دیوان زادہ'' کے نسخوں میں دستیاب نہیں ہیں۔ ان کے نایاب ہونے کی وجہ سے انھیں متن میں شامل کیا گیا ہے۔

کچھ کلام ''دیوان زادہ'' اور مذکورہ مخطوطہ میں مشترک ہے اسے بھی درج کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ انتخاب دیوانِ حاتم کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی بن جاتا ہے۔

اس کی ترتیب یوں ہے کہ ''پیش گفتار'' کے عنوان سے ص ۱۔۱۰۵ تک طویل مقدمہ ہے جس میں حاتم کے حالاتِ زندگی وفن پر بحث کی گئی ہے۔ ص ۱۰۶ سے غزلیات کا متن شروع ہوتا ہے جو ۲۳۴ ص پر مکمل ہو جاتا ہے۔ ص ۲۳۵ تا ۲۶۶ دیگر اصناف مثلاً رباعیات، فردیات، مخمس وغیرہ کا متن ہے۔ آخر میں تعلیقات ومختصر فرہنگ ہے۔

حاتم کے کلام کی تاریخی ولسانی اہمیت مسلمہ ہے۔ ان کے دیوان کے مختلف نسخوں اور اشاعتوں میں بہت سے اختلافات موجود ہیں۔ متون کا یہ اختلاف کہیں تو مکمل غزل کا ہے جو ایک انتخاب یا کتاب میں موجود ہے اور دوسری جگہ نہیں ہے۔ اسی طرح اختلافاتِ متن کی ایک صورت اشعار کی ترتیب وتعداد میں فرق کے حوالہ سے سامنے آتی ہے اور بعض اوقات متون میں لفظی اختلاف ہی ملتا ہے۔ ان اختلافاتِ نسخ کا جائزہ لیتے ہیں:

الف۔ مکمل غزلیات:

پروفیسر عبدالحق نے ''دیوانِ حاتم'' (انتخاب دیوان قدیم) میں چند ایسی غزلیات کا ذکر کیا ہے جو صرف اس ذاتی مخطوطے میں شامل ہیں جو ان کے ذاتی ذخیرے میں موجود ہے۔ یہ کلام ''دیوان زادہ'' کے معلومہ نسخوں میں نہیں ملتا۔ چند امثال دیکھیے:

ے آزاد ہے تو دور کر اب دل سوں رو ریا　　لازم نہیں فقیر کوں دنیا میں بوریا

ے جب سنا موتی نے تجھ دنداں کی موتی کا بہا　　آب میں شرمندگی سیں ڈوب جیوں پانی بہا

نہ ہووے کیوں کے مشکل عاشقوں کوں جگ منے جینا
کہ ہر یک سوں وو بد باطن رکھے ہے دل منے کینا (۶)

غلام حسین ذوالفقار نے جو دیوان ترتیب دیا ہے اس میں ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء سے ۱۱۹۷ھ/۱۷۸۲ء تک کا کلام ملتا ہے۔ یہ حاتم کا سالِ وفات ہے۔ چند غزلیات کے مطلع دیکھیے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں حاتم کا تقریباً تمام کلام موجود ہے:

ے ایذا دہند، شوخ، ستم گار رہ گئے　　دلدار اٹھ گئے یہ دل آزار رہ گئے
(طرحی ۱۱۸۵ھ/۱۷۷۱ء)

ے اس سے جب ہم دوچار ہوتے ہیں　　یک نگہ میں شکار ہوتے ہیں
(طرحی ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء)

ے کون یہ سادہ و پرکار چلا جاتا ہے کون اس سج سے طرحدار چلا جاتا ہے
(طرحی ۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء)

ے کیا منہ کو دکھاویں گے اس رو کی سیاہی سے تا مرگ رہے غافل ہم یاد الٰہی سے
(طرحی ۱۱۹۶ھ/۱۷۸۱ء)

ے صید دل جب سے ترے دام میں ہے قید پرواز سے آرام میں ہے
(طرحی ۱۱۹۷ھ/۱۷۸۱ء) (۷)

اس طرح مواد مختلف نسخوں میں یکساں نہیں ہے اور اگر چند غزلیات ایک جگہ پر درج ہیں تو دوسری جگہ پر وہ کلام موجود نہیں ہے۔

ب۔ اشعار کی ترتیب اور تعداد میں اختلافات:

حاتم کے دیوان اور انتخاباتِ کلام کو دیکھا جائے تو ایک صورت یہ بھی نظر آتی ہے کہ غزلیات تو یکساں ہیں لیکن ان کے اشعار کی تعداد اور ترتیب مختلف ہے۔ حسرت موہانی نے تو وضاحت کر دی ہے کہ غزلوں کے عموماً پانچ اشعار ہی لیے گئے ہیں لیکن ''دیوان زادہ'' (مرتبہ غلام حسین ذوالفقار) اور ''دیوان حاتم (انتخاب دیوان قدیم)'' (مرتبہ عبدالحق) میں بھی متون کے اختلافات واضح نظر آتے ہیں۔ حاتم کی ۱۱۳۵ھ/۱۷۲۲ء کی ایک طرحی غزل ہے جو مذکورہ بالا دونوں کتابوں میں موجود ہے لیکن پانچوں اشعار کا متن مختلف ہے۔ حسرت کے ''انتخابِ سخن'' میں یہ غزل موجود نہیں ہے۔ دونوں کتابوں کے متن کو پہلو بہ پہلو رکھ کر دیکھا جائے تو یہ اختلافاتِ نسخ واضح دکھائی دیتے ہیں:

ے آبِ حیات جا کے کسی نے پیا تو کیا گو خضر ہو جہاں میں اکیلا جیا تو کیا
شیریں لبان سنگ دلوں کو اثر نہیں فرہاد کام کوہ کنی کا لیا تو کیا
جلنا ہمیشہ شمع صفت سخت کام ہے پروانہ کی طرح سے اگر جی دیا تو کیا
ناسور ہو گیا ہے نہوگا کبھی وہ بند جراح زخم عشق کو آ کر سیا تو کیا
محتاجگی سے مجکو نہیں ایک دم فراغ حق نے جہاں میں نام کو حاتم کیا تو کیا (۸)

''دیوان حاتم'' (انتخاب دیوانِ قدیم) کا متن دیکھیے:

ے آبِ حیات جا کے کسو نے پیا تو کیا مانندِ خضر جگ میں اکیلا جیا تو کیا
شیریں لباں سیں سنگ دلوں کو اثر نہیں فرہاد کام کوہ کنی کا کیا تو کیا
جلنا لگن میں شمع صفت سخت کام ہے پروانہ جوں شتاب عبث جی دیا تو کیا
ناسور کی صفت ہے نہ ہوگا کبھوں وو بند جراح زخم عشق کوں آ کر سیا تو کیا
محتاجگی سوں مجھ کوں نہیں ایک دم فراغ حق نے جہاں میں نام کوں حاتم کیا تو کیا (۹)

پہلے شعر میں ’کسی‘ اور ’کسوٗ سے قدیم و جدید املا کا فرق واضح ہوتا ہے۔ غلام حسین ذوالفقار نے ’کسی‘ لکھا ہے اور عبدالحق نے ’کسوٗ تحریر کیا ہے۔ دوسرے مصرع میں ’گو خضر ہوں جہاں‘ دیوان زادہ کا متن ہے اور ’’انتخابِ دیوان قدیم‘‘ میں ’مانندِ خضر جگ‘ ہے۔ دونوں اشعار کا متن مختلف ہے۔

دوسرے شعر میں عبدالحق نے ’سیں‘ کا لفظ پہلے مصرع میں لکھا ہے جب کہ غلام حسین ذوالفقار نے اس لفظ کو شامل نہیں کیا۔ اسی طرح دوسرے مصرع میں ’فرہاد کام کوہ کنی کا لیا‘ لکھا ہے اور عبدالحق کے ہاں ’فرہاد کام کوہ کنی کا کیا‘ درج ہے۔

تیسرے شعر میں بھی اختلافاتِ متن نمایاں ہیں۔ ’’دیوان زادہ‘‘ میں پہلے مصرع میں ’جلنا ہمیشہ صفت‘ لکھا ہوا ملتا ہے اور ’’انتخابِ دیوان قدیم‘‘ میں ’جلنا لگن میں‘ کے الفاظ موجود ہیں۔ دوسرے مصرع میں بھی فرق نظر آتا ہے۔ ’’دیوان زادہ‘‘ میں ’پروانہ کی طرح سے اگر‘ لکھا گیا ہے اور عبدالحق کے ہاں اس مصرع کی صورت ’پروانہ جوں شتاب عبث‘ ہے۔

چوتھے مصرع میں ’’دیوان زادہ‘‘ میں مصرع اول میں ’ناسور ہو گیا ہےٗ لکھا ہوا ہے اور عبدالحق کے ہاں ’ناسور کی صفت ہےٗ کے الفاظ نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ’کبھی‘ اور ’کبھوٗ کے الفاظ بھی جدید و قدیم املا کا فرق واضح کرتے ہیں۔ پانچویں شعر میں بھی ’سوں‘ کی جگہ ’سے‘ اور ’کوں‘ کی جگہ ’کوٗ کے الفاظ ملتے ہیں۔ اس ایک غزل کے متن کے تقابل سے واضح ہو جاتا ہے کہ کلام میں تبدیلیوں کا تناسب کافی بڑھ چکا ہے۔

حاتم معروف شاعر تھے جس قدر ان کے کلام کی تشہیر ہوتی گئی اسی قدر متن میں تبدیلیاں رونما ہوتی گئیں۔ ایک اور مثال سے اس فرق کو مزید واضح کیا جا سکتا ہے۔ حاتم کی ایک غزل، در زمین ولی ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء کی ہے۔ ’’دیوان زادہ‘‘ میں اس غزل کے چار اشعار درج ہیں اور ’’انتخابِ دیوان قدیم‘‘ میں پانچ اشعار ملتے ہیں۔ جو اشعار دونوں جگہ موجود ہیں ان کا متن بھی قدرے اختلاف کے ساتھ ملتا ہے۔ ’’دیوان زادہ‘‘ کا متن دیکھیے:

ے
جس کے دل میں ترا خیال ہوا — اُس کو جینا یہاں محال ہوا
ہجر میں زندگی سے موت بھلی — کہ کہیں سب اُسے وصال ہوا
گرمیٔ حسن سے تری خورشید — تجھ طرف دیکھنا زوال ہوا
ہے وہ چرخ مثال سرگرداں — جس کو حاتم تلاش مال ہوا (۱۰)

اب ’’انتخابِ دیوان قدیم‘‘ میں مذکورہ غزل کا متن دیکھیے جہاں پانچ اشعار ہیں اور تیسرا شعر زائد ہے:

ے
جس کے دل میں ترا خیال ہوا — اوس کوں جینا سجن محال ہوا
ہجر میں زندگی سوں مرگ بھلی — کہ کہیں سب جہاں وصال ہوا
مار گیسو کا بس بھرا ہر تار — من کوں دانا کے آج کال ہوا
گرمیٔ حسن سوں ترے خورشید — تجھ طرف دیکھنا زوال ہوا
ہے وو چرخ مثال سرگرداں — جس کوں حاتم خیالِ مال ہوا (۱۱)

پہلے شعر کے دوسرے مصرع میں ''دیوان زادہ'' میں 'جینا یہاں محال ہوا' ہے اور ''دیوانِ قدیم'' میں 'جینا سجن محال ہوا' لکھا گیا ہے۔ دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں 'سے' اور 'سوں' کا فرق ہے اور دوسرے مصرع میں ''دیوان زادہ'' میں 'اُسے وصال ہوا' لکھا ہوا ہے اور عبدالحق نے 'جہاں وصال ہوا' لکھا ہے۔

تیسرا شعر صرف ''انتخاب دیوان قدیم'' میں موجود ہے۔ چوتھے شعر کے مصرع اول میں دونوں جگہوں پر 'سے' اور 'سوں' کا فرق ہی ہے۔ پانچویں شعر میں دوسرے مصرع میں غلام حسین ذوالفقار نے 'تلاشِ مال ہوا' اور عبدالحق نے 'خیالِ مال ہوا' درج کیا ہے۔ اس طرح کلامِ حاتم میں موجود تغیرات کا بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حاتم کے کلام کے مختلف ماخذ دیکھنے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کے کلام میں تغیر و تبدل کا تناسب کافی بڑھ چکا ہے۔ ان کی ۱۱۳۸ھ/۲۵-۱۷۲۵ء کی ایک غزل ہے جس کے صرف تین اشعار ہیں اور یہ ''دیوان زادہ'' اور ''انتخابِ سخن'' میں یکساں متن کی حامل ہے۔ عبدالحق کے ہاں متن کی صورت قدرے مختلف ہے۔ ''انتخابِ سخن'' کا متن دیکھیے:

ے الفت کی مجکو پیارے تیری نگاہ بس ہے ۔۔۔ گر پے بہ پے نہ ہووے تو گاہ گاہ بس ہے
تیرے غبار خط کی سبزی کا دل ہے پیاسا ۔۔۔ درویش کے نشے کو چٹکی گیاہ بس ہے
نکلے سے جس کے حاتم شہرونمیں عید ہووے ۔۔۔ سارے برس میں مجکو وہ ایک ماہ بس ہے (۱۲)

یہی متن بعینہٖ ''دیوان زادہ'' کے ص۱۵ پر درج ہے۔ ترتیبِ غزل بھی یکساں ہے۔ عبدالحق کے ہاں اس غزل کی ترتیب فرق ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

ے الفت کی مجھ کوں پیارے تیری نگاہ بس ہے ۔۔۔ گر پے بہ پے نہ ہووے تو گاہ گاہ بس ہے
جن کے نکلتے سیتی شہروں میں عید ہووے ۔۔۔ سارے برس میں مجھ کوں وو ایک ماہ بس ہے
تیرے غبارِ خط کی سبزی کا دل ہے پیاسا ۔۔۔ درویش کے نشے کوں چٹکی گیاہ بس ہے (۱۳)

عبدالحق نے دوسرے اور تیسرے شعر کی ترتیب مختلف کر دی ہے۔ ان کے ہاں جو دوسرا شعر ہے وہ حسرت موہانی اور غلام حسین ذوالفقار کے ہاں ترتیب میں تیسرے نمبر پر ہے۔ اس کے علاوہ مصرع اول میں 'جن کے نکلتے سیتی' لکھا ہے اور مذکورہ مرتبین کے ہاں 'نکلے سے جس کے' درج ہے۔

ج۔ لفظی تغیرات:

حاتم کے کلام کے انتخابات اور ''دیوان زادہ'' کو دیکھنے سے ایک صورت یہ بھی سامنے آتی ہے کہ بعض مقامات پر صرف الفاظ ہی مختلف ہیں اور باقی متن یکساں ہے۔ چند امثال دیکھیے۔ حاتم کی ایک غزل شاکر ناجی کی زمین میں ہے اس پر ۱۱۴۲ھ/۲۹-۱۷۲۹ء کا سنہ درج ہے۔ اس کا مطلع ''دیوان زادہ'' کے ص۲۴ پر اس طرح لکھا ہوا ملتا ہے:

ہمیں یاد آتی ہیں گی باتیں اس گل رو کی رہ رہ کے

نہیں ہیں باغ میں مشتاق ہم بلبل کی چہہ چہہ کے

یہ مطلع ''انتخابِ دیوان قدیم'' کے ص۲۳۲ پر یوں درج ہے:

ہمیں یاد آوتی ہیں اس گل رو کی رہ رہ کے
نہیں ہیں باغ میں مشتاق ہم بلبل کی چہہ چہہ کے

مصرع اول میں 'یاد آتی ہیں گی باتیں' اور 'یاد آوتی ہیں' میں اختلافِ لفظی نمایاں ہے۔

حاتم کی ایک غزل ''درزمین ولی ۱۱۳۸ھ/۱۷۲۵ء'' ہے۔ اس کا مطلع ''دیوان زادہ'' کے ص۱۹ اور ''انتخابِ سخن'' کے ص۵۹ پر یکساں ہے جو اس طرح ہے:

ے خوب رویوں میں تجھے رتبہ امرائی ہے فوجِ عشاق ترے حسن کی مجرائی ہے

یہی مطلع ''انتخابِ دیوان قدیم'' کے ص۲۲۶ پر لفظی تغیرات کے ساتھ ملتا ہے:

ے خوبرویاں میں تجھے رتبہ امرائی ہے فوجِ عشاق ہر ایک طرف سوں مجرائی ہے

اس کے پہلے مصرع میں 'خوب رویوں' کی جگہ 'خوبرویاں' لکھا ہوا ملتا ہے اور دوسرے مصرع میں 'ترے حسن کی مجرائی' کی جگہ 'ہر ایک طرف سوں مجرائی' لکھا گیا ہے۔

حاتم کی ایک طرحی غزل ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء کی ہے جس کا مطلع ''انتخابِ سخن'' ص۳۴ اور ''دیوان زادہ'' ص۲۳ پر یکساں ہے۔ حسرت نے اس پر سنہ ۱۱۴۴ھ/۱۷۳۱ء درج کیا ہے جو غلط ہے۔ اس مطلع کا متن عبدالحق کے مرتبہ ''انتخابِ دیوان قدیم'' میں قدرے مختلف ہے:

ے جہاں میں تم کو ہمیشہ رکھے خدا محظوظ ہے آشنا کی خوشی گر ہو آشنا محظوظ
(دیوان زادہ و انتخابِ سخن)

ے جہاں میں تم کو ہمیشہ رکھے خدا محظوظ ہے آشنا کی خوشی جو ہو آشنا محظوظ
(انتخابِ دیوان قدیم، ص۱۷۴)

اس شعر کے دوسرے مصرع میں صرف 'گر' اور 'جو' کا فرق ہے باقی متن یکسانیت کا حامل ہے۔

اسی طرح حاتم کی ایک طرحی غزل ۱۱۳۴ھ/۱۷۲۱ء کی ہے۔ اس کا مطلع تینوں جگہ اختلاف کے ساتھ ملتا ہے۔ حسرت نے ''انتخابِ سخن'' میں ۱۱۳۶ھ/۱۷۲۲ء کا سنہ درج کیا جو غلط ہے:

ے جا کر ہوا وہ جب سے چمن میں دوچارِ گل دامن پکڑ جلو میں چلے ہے قطارِ گل
(انتخابِ سخن، ص۳۹)

ے جا کر ہوا وہ جب سے چمن میں دوچارِ گل شرمندہ ہو جلو میں چلے ہے قطارِ گل
(دیوان زادہ، ص۵)

ے جا کر ہوا ہے جب سیں چمن میں دوچارِ گل تب سے چلے ہے اس کے جلو میں قطارِ گل
(انتخابِ دیوان قدیم، ص۱۸۸)

تینوں جگہ دوسرے مصرع میں لفظی اختلاف موجود ہے 'دامن پکڑ جلو میں'، 'شرمندہ ہو جلو میں' اور 'تب سے چلے ہے اس کے جلو میں' تینوں جگہ اختلافِ متن نمایاں ہے۔

یہ تو اختلافاتِ متن کی چند مثالیں ہیں ایسا بالکل نہیں ہے کہ متون یکسر مختلف ہیں۔ ان میں اشتراکات بھی موجود ہیں۔ اب متن کی یکسانیت کی چند امثال دیکھیے جن سے واضح ہوتا ہے کہ مرتبین نے منشائے مصنف کے حصول کی حتی الامکان کوشش کی ہے۔ حاتم کی ایک طرحی غزل ۱۱۴۱ھ/۲۸-۱۷۲۷ء کی ہے۔ اس کے چار اشعار ہیں جو ''دیوان زادہ'' اور ''انتخابِ دیوان قدیم'' میں یکساں ہیں ان میں سرِ مو فرق نہیں ہے۔ حسرت نے ابتدائی دو اشعار شامل کیے ہیں اور ص۲۲ پر متن کی وہی صورت ہے جو باقی دو کتابوں میں ہے۔ دیوان زادہ سے مثال دیکھیے:

ے
مستوں میں جو شیخ آ پھنسا تھا — میخانے میں طرفہ ماجرا تھا
مدت سے خبر نہیں کچھ اس کی — اک دل بھی ہمارا آشنا تھا
سو طرح ہے عاشقی کے فن میں — فرہاد بھی ایک سر چڑھا تھا
کیوں کھینچی تھی تیغ گل کسی پر — اک نیم نگہ ہی نیمچا تھا (۱۴)

یہ غزل عبدالحق نے ص۱۲۹ پر یکساں متن کے ساتھ درج کی ہے۔ متن میں اختلاف بالکل بھی نہیں ہے۔

ایک اور یکسانیت متن کی مثال دیکھتے ہیں۔ حاتم کی ایک طرحی غزل ۱۱۳۱ھ/۱۸-۱۷۱۷ء کی ہے۔ اس غزل سے ''دیوان زادہ'' ص۱ کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ غزل حسرت کے انتخاب کا حصہ نہیں ہے۔ ''انتخابِ دیوان قدیم'' ص۱۰۷ کا متن دیکھیے۔ عبدالحق نے صرف ایک تبدیلی کی ہے کہ 'جتے' کو 'جن نے' لکھا ہے۔ اس اصول کی وضاحت انھوں نے مقدمہ میں کر دی تھی۔ متن اس طرح لکھا ہوا ہے:

ے
کیا کہے قاصر زباں توحید و حمدِ کبریا — جن نے کُن کے حرف میں کونین کو پیدا کیا
جو کہ ہے غواص اس بحرِ عمیق کا — سب شناور دیکھ کر کہتے ہیں اس کو مرحبا
کب ہے محتاج شراب ناقص انگور و قند — جن نے میخانہ میں وحدت کے پیالا بھر پیا
مزرعِ دنیا میں جو اپنے تئیں دانا کہے — پیس ڈالے اس کو گردش میں فلک کی آسیا
چھوڑ کر سب خلق حاتم دل لگا خالق کے ساتھ — جن نے تجھ کو صورت انساں کیا اور جی دیا

اس طرح ''دیوانِ حاتم'' کی غزلیات میں اشتراکات و اختلافات دونوں نظر آتے ہیں۔

دیگر اصناف

الف۔ رباعیات:

عبدالحق نے ص۲۳۵ پر چار رباعیات لکھی ہیں اور غلام حسین ذوالفقار کے ہاں چھتیس (۳۶) رباعیات ہیں جو ص۱۸۲-۱۸۵ پر درج ہیں۔ عبدالحق کی بیان کردہ چاروں رباعیات ''دیوان زادہ'' میں شامل ہیں۔ ''دیوان زادہ''

میں چونتیس (۳۴) رباعیات ایسی ہیں جو کسی اور نسخے میں نہیں ہیں۔ دو رباعیات بطور نمونہ دیکھیے:

پھر عشق نے آ کے دل سے پیغام کیا　　باتوں باتوں میں اپنا سب کام کیا
کوچے کوچے، گلی گلی، شہر بشہر　　رسوا و خراب و خوار و بدنام کیا

مطلب نہ شہ و گدا سے میں رکھتا ہوں　　نے غرض کچھ آشنا سے میں رکھتا ہوں
کونین کی حاجتیں روا ہونے کو　　امید قوی خدا سے میں رکھتا ہوں (۱۵)

فردیاتِ ایہام کی تعداد بھی دونوں دواوین میں مختلف ہے۔ عبدالحق نے ص۲۳۶۔۲۳۹ پر چونتیس درج کیے ہیں اور غلام حسین ذوالفقار کے ہاں ص۱۸۶۔۱۸۸ پر اٹھاون فردیات کا متن ملتا ہے۔ اس طرح تعداد بھی فرق ہے اور متون میں اشتراک و اختلاف دونوں نظر آتے ہیں۔

ب۔ مخمس:

عبدالحق نے ''انتخابِ دیوانِ قدیم'' میں پانچ مخمسات کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے تین ''مخمس در وصفِ مرشداں''، ''مخمس شہرآشوب'' اور ''مخمس از دیوان قدیم ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء'' غلام حسین ذوالفقار کے مرتبہ ''دیوان زادہ'' کا بھی حصہ ہیں۔ عبدالحق کے ہاں دو ایسے مخمس ملتے ہیں جو ''دیوان زادہ'' میں نہیں ہیں۔ ایک مثال دیکھیے:

یہ برہ کی نار کیوں کے جاوے　　جلنے کی پکار کیوں کے جاوے
تن جاں کو بسار کیوں کے جاوے　　دل چھوڑ کے یار کیوں کے جاوے
زخمی ہے شکار کیوں کے جاوے (۱۶)

''دیوان زادہ'' میں دو مخمسات ایسے ہیں جو عبدالحق نے شامل نہیں کیے کیوں کہ یہ حاتم نے بعد کے زمانہ میں کہے تھے۔ یہ ''مخمس از دیوان جدید ۱۱۶۶ھ/۱۷۵۲ء'' اور ''مخمس دیوان جدید ۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶ء'' ہیں۔

حاتم کا شہرآشوب مشہور ہے۔ اس کے متن میں اختلافات موجود ہیں۔ ایک بند دیکھیے جس سے متن کے تصرفات واضح ہو جاتے ہیں۔ ''دیوان زادہ'' ص۱۹۱ پر یہ بند اس طرح ہے:

نہ کھول چشم دل اور دیکھ قدرت حق یار　　کہ جنے ارض و سما، اور کیا ہے لیل و نہار
نہ کھو تو عمر کو غفلت میں ٹک تو ہو ہشیار　　کہ دور بارہ صدی کا ہے سخت کج رفتار
جہاں کے باغ میں یکساں ہے اب خزاں و بہار

مذکورہ بند عبدالحق نے ص۲۲۶ پر اس طرح لکھا ہے:

تو کھول چشم دل اور دیکھ قدرتِ کرتار　　کہ جن نے ارض و سما اور کیا ہے لیل و نہار
نوا کے سیں لگا رہ سدا تو ہر کے دوار　　کہ دور بارہ صدی کا ہے سخت کج رفتار
جہاں کے باغ میں یکساں ہے اب خزاں و بہار

پہلے مصرع میں 'نہ کھول' اور 'تو کھول' کا فرق نظر آتا ہے اور تیسرا مصرع یکسر مختلف ہے۔ ''دیوان زادہ'' میں 'نہ کھو تو عمر کو غفلت میں ٹک تو ہو ہشیار' اور عبدالحق کے ہاں 'نوا کے سیں لگا رہ سدا تو ہر کے دوار' ملتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سی تبدیلیاں متن میں نظر آتی ہیں جو خود شاعر کے قلم سے بھی کی گئی ہیں اور مدونین کے مرجح نسخوں کی وجہ سے بھی ہیں۔

حاتم نے کئی اصناف مثلاً غزل، رباعی، مثنوی وغیرہ میں طبع آزمائی کی۔ ''دیوان زادہ'' اور ''دیوانِ حاتم (انتخابِ دیوان قدیم) میں بہت سی ہیئتیں نظر آتی ہیں اور حاتم کی قادرالکلامی ثابت ہوتی ہے۔

دیوانِ فارسی

حاتم کے دیوانِ فارسی کے متعلق یہ کہا جاتا رہا ہے کہ ناپید ہے۔ اس کا تعارف مختارالدین احمد نے ''معاصر'' پٹنہ میں مشمولہ مضمون میں کروایا تھا۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے ''تاریخِ ادبِ اردو (جلد دوم)'' کے ص۴۴۵ پر اور غلام حسین ذوالفقار نے ''شاہ حاتم --- حالات و کلام'' کے ص۵۳ پر اس بات کی تائید کی تھی کہ حاتم کا ''دیوانِ فارسی'' نایاب ہے۔

یہ دیوان اب طبع ہو چکا ہے۔ مختارالدین احمد نے اسے مرتب کیا اور کتابخانۂ رضا رام پور انڈیا سے ۲۰۱۰ء میں چھپا۔ اس کے ''مقدمہ'' میں مرتب نے وضاحت کی ہے کہ حاتم نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں دیوان ترتیب دیے تھے۔ ان کا فارسی دیوان عرصہ تک ناپید رہا۔ اس کا ایک ہی نسخہ تھا جو مولانا آزاد کے کتاب خانے میں موجود تھا۔ اسی کی بنیاد پر یہ ''دیوانِ فارسی' ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کے خطی نسخے پر ترقیمے کی عبارت اس طرح مرقوم ہے:

> ''بتاریخ بیست ونہم رجب المرجب سنہ۲۳ جلوس والا شاہ عالم بھادر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ
> موافق ۱۱۹۵ ہجری مقدس، دیوان تصنیف ظھور الدین حاتم المخاطب بہ دیوان زادہ، کاتبہ مکند
> سنگھ فارغ کمترین شاگردانِ ایں جناب غفراللہ ذنوبہ وسر عیوبہ والاسلام والاکرام۔'' (۱۷)

اس دیوان کی ترتیب اس طرح ہے کہ مقدمہ ص۱۵۔۲۶ تک ہے۔ اس کے بعد غزلیات کا متن شروع ہو جاتا ہے جو ص۲۷ تا ۲۲۸ پر مکمل ہوتا ہے۔ اس میں کل دوسو پینتیس (۲۳۵) غزلیات ہیں۔ صفحہ ۲۲۹ سے رباعیات کا حصہ شروع ہوتا ہے اور ۲۳۴ پر مکمل ہوتا ہے۔ رباعیات کی کل تعداد بائیس (۲۲) ہے۔ اگلے دوصفحات پر سولہ (۱۶) فردیات ہیں۔ آخر میں مثنوی ''در وصف قھوہ'' ہے جو دوصفحات (۲۳۷۔۲۳۸) کی ہے۔ حاتم کے فارسی دیوان کا عکسی نسخہ بھی اس دیوان کا جزو ہے۔ اس کے صفحات ۱۔۱۰۲ ہیں۔ ترقیمے کی محولہ بالا عبارت پر دیوان فارسی مکمل ہو جاتا ہے۔

مختارالدین احمد نے متن کی پابندی کی کاوش کی ہے۔ قلمی نسخے کے عکس سے اس دور کی املائی صورتیں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ اس عہد کی املا اور اندازِ کتابت واضح ہو جاتے ہیں۔ چند مثالوں سے اس کو سمجھا جا سکتا ہے۔ قدیم املا

میں صرف ''گ'' کوعموماً ایک ہی مرکز سے لکھا جاتا تھا۔ یہ روش کافی عرصے تک قائم رہی۔عکسی نسخے کی دوسری غزل کا دوسرا اور تیسرا شعرص ا پراسی طرح لکھا گیا ہے کہ حرف ''گ'' کو''ک'' ہی لکھا گیا ہے:

اعتبارات جہان خواب و خیالی بیس نیست — جنبش مژکان بغارت میبرد سامان ما

کریہ بی فیض ما دامان چشمی تر نکرد — یک صدف پر دُرنشد از بارس نیسان ما

ان دواشعار کو جدید املا کے مطابق اس طرح لکھا گیا ہے:

اعتباراتِ جہاں خواب و خیالی بیش است — جنبش مژگان بہ غارت می برد سامان ما

گریۂ بی فیض ما دامانِ چشمی تر نہ کرد — یک صدف پُردُر نہ شداز بارش نیسان ما (۱۸)

ان دونوں اشعار میں 'مژگان' کو'مژکان' لکھا گیا ہے اور'گریہ' کو'کریۂ' لکھا گیا ہے۔ اسی طرح 'بیش' کو'بیس' اور 'بارش' کو'بارس' لکھا گیا ہے یعنی حرف ''ش'' بغیر نقطوں کے لکھا گیا ہے۔

قدیم املا میں ''ش'' کو بغیر نقطوں کے بھی لکھتے تھے اور نقطوں کی جگہ '' ، '' علامت بھی لگا دی جاتی تھی۔ بعض اوقات ''ش'' پر نقطے بھی لگائے جاتے تھے۔ یہ دونوں صورتیں ''دیوانِ فارسی'' میں موجود ہیں۔عکسی نسخے کے ص۱۱ پر غزل کے دواشعار اس طرح درج ہیں:

چسم پوشیدنم از بیخبریہائم نیست — میدہد خواب فراغت دل بیدار مرا

خط پسٔت لب آن آئینہ رو تا دیدم — حیرتی آمد و زد پسٔت بدیوار مرا

یہ غزل ص۴۹ پر ''دیوانِ فارسی'' میں جدید املا کے مطابق اس طرح ملتی ہے:

چشم پوشیدنم از بی خبری ھایم نیست — می دھد خواب فراغت دل بیدار مرا

خط پشت لب آں آئینہ رو تا دیدم — حیرتی آمد و زد پشت بہ دیوار مرا

پہلے شعر میں لفظ 'چشم' نقطوں کے بغیر 'چسم' ' لکھا گیا ہے۔ یہی صورت دوسرے شعر میں نظر آتی ہے جہاں 'پست' ' بجائے 'پشت' لکھا گیا ہے۔

قدیم مخطوطات میں الف ممدودہ ''آ'' کی جگہ ''ا'' بھی لکھ دیا جاتا تھا۔ یہ صورت بھی ''دیوانِ فارسی'' میں نظر آتی ہے۔عکسی نسخے کے ص۳۹ پر غزل کے اشعار کی مثال دیکھیے:

محبت اتش ویرانہ کیست — کل خورشید دودخانہ کیست

اتش بجان مہر زروی چوماہ کیست — آئینہ رشک سوختہ جلوہ کاہ کیست

مختار الدین احمد نے ص۱۱۱ پر ان اشعار کو اس طرح لکھا ہے:

محبت آتش ویرانۂ کیست — گل خورشید دودِخانہ کیست

آتش بہ جان مہر زروی چوماہ کیست — آئینہ رشکِ سوختہ جلوہ گاہ کیست

لفظ 'آتش' کی جگہ 'اتش' لکھا گیا ہے۔ اسی طرح دوسرے شعر میں 'آئینۂ' کا لفظ بھی موجود ہے جسے الف ممدودہ سے لکھا گیا ہے۔ اس طرح 'گل' کو 'کل' اور 'جلوہ گاہ' کی جگہ 'جلوہ کاہ' لکھا گیا ہے۔ حرف 'گ' کا ایک ہی مرکز لگایا گیا ہے۔

اس نسخے میں رکاب ڈالے گئے ہیں یعنی دائیں طرف کے صفحے کے آخر میں حاشیہ میں جو لفظ آتا ہے بائیں صفحے کا پہلا لفظ وہی ہوتا ہے۔ یہ الفاظ ترک یا رکاب کہلاتے ہیں۔ عکسی نسخے کے ص۲۸ کا آخری شعر ہے:

~ حاجت شرح ندارد اثر حسن و عشق   قصہ لیلی و مجنوں بہ جھان مشہور است

حاشیے میں لفظ 'عاشق' درج ہے۔ ص۲۹ کا پہلا لفظ 'عاشق' ہے اور وہاں پہلا شعر یہ ہے:

~ عاشق پختہ کہ از شکوہ نیارد ہرگز   بر زبان حرف جفاھای تو تا مقدور است

''دیوانِ فارسی'' سے اس زمانے کے املائی امتیازات واضح ہوتے ہیں۔ حاتم کے اس دیوان سے ان کی لسانی مہارت آشکار ہوتی ہے۔

حاتم کے کلام کے مختلف ماخذ دیکھنے سے بعض نتائج ہمارے سامنے آتے ہیں:

۱۔ حاتم کے کلام کی تدوین مع مقدمہ و پیش گفتار کی گئی ہے۔ حسرت کے ہاں چونکہ ''انتخابِ سخن'' کی صورت ہے اس لیے وہاں مقدمہ کی گنجائش نہیں کیوں کہ بہت سے شعرا کے کلام کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ غلام حسین ذوالفقار نے ۴۰ صفحات کا مقدمہ لکھا اور حاتم کا فارسی دیباچہ بھی شامل کیا۔ اس مقدمہ میں حاتم کے حالات و فن کے بارے میں مفید معلومات ملتی ہیں۔ عبدالحق نے ۱۰۵ صفحات کا طویل مقدمہ لکھا اور حاتم کے حالاتِ زندگی اور فن پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ حاتم کے فن و شخصیت کو سمجھنے میں یہ مقدمے اہم ہیں۔

۲۔ ضخامت کے اعتبار سے ''دیوان زادہ'' میں حاتم کا زیادہ کلام ملتا ہے۔ ''انتخابِ سخن'' میں صرف غزلیات کے منتخب اشعار شامل ہیں اور حسرت کا انتخاب کلام واقعی عمدہ ہے۔ عبدالحق نے ۱۱۴۲ھ/۲۹-۱۷۲۸ء کے مخطوطے کو بنیاد بنایا ہے۔ اس میں بھی کئی اصناف مثلاً غزلیات، رباعیات، فردیات، مخمس وغیرہ شامل ہیں۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا مرتبہ ''دیوان زادہ'' ضخامت میں زیادہ ہے اور اس میں جملہ اصناف کا متن شامل ہے۔ اس طرح مواد کی جامعیت کے حوالے سے یہ بہتر کام ہے۔

۳۔ غلام حسین ذوالفقار اور عبدالحق کے ہاں مختصر فرہنگ کا اہتمام ہے۔ اس سے متن کی دشواریاں دور ہوتی ہیں اور قاری کے لیے سہولت پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ اشاریہ کا التزام صرف غلام حسین ذوالفقار نے کیا ہے اور غزلیات کا حروفِ تہجی کے اعتبار سے ردیف وار اشاریہ دیا ہے۔ اس سے مطلوبہ غزل یا شعر کی تلاش آسانی سے کی جا سکتی ہے۔

۵۔ جہاں تک مخطوطے کے عکس کا معاملہ ہے تو غلام حسین ذوالفقار نے عکسی نسخے کا صرف ایک ورق دیا ہے۔ مختارالدین احمد کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ انھوں نے ''دیوانِ فارسی'' کا مکمل متن عکسی نسخے کی صورت میں پیش کیا ہے۔

۶۔ حاتم نے غزلیات پر سنہ بھی درج کیے اور غزل کی قسم (طرحی، فرمائشی، جوابی) بھی بیان کی۔ غلام حسین ذوالفقار اور عبدالحق کے ہاں یہ سنین کافی حد تک درست ہیں جب کہ حسرت نے چند مقامات پر سنہ کے اندراج میں غلطی کی ہے مثلاً حسرت کی بیان کردہ ۱۱۳۶ھ/۲۲-۱۷۲۳ء کی ایک طرحی غزل کا سنہ دراصل ۱۱۳۴ھ/۲۱-۱۷۲۲ء ہے اور حسرت نے ص ۳۹ پر یہ غلطی کی ہے۔

۷۔ حاتم کا لسانی شعور پختہ تھا۔ وہ آخر عمر تک اپنے کلام میں تبدیلیاں کرتے رہے۔ عبدالحق کے ''دیوانِ حاتم'' میں کلام کی ابتدائی صورت نظر آتی ہے اور غلام حسین ذوالفقار کے مرتبہ ''دیوان زادہ'' میں کلام کی ترمیم شدہ صورت نظر آتی ہے۔ کلام کے تقابل سے بہت سی تبدیلیاں واضح ہو جاتی ہیں اور یہ مطالعہ از حد مفید ہے۔

حاتم کے کلام کے مختلف ماخذ کو دیکھنے سے یہ بات ہو کر سامنے آتی ہے کہ حاتم پر جتنے بھی کام ہوئے ہیں ان سب کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ حسرت کے ''انتخابِ سخن'' سے کلام کے تقابل میں آسانی پیدا ہوئی ہے اور کلام میں آنے والی تبدیلیوں کا پتا چلتا ہے۔ عبدالحق کے مرتبہ ''انتخابِ دیوان قدیم'' سے کلام کی ابتدائی صورت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ غلام حسین ذوالفقار کے ''دیوان زادہ'' میں حاتم کے سالِ وفات تک کا کلام درج ہے۔ اس کا معیار زیادہ اچھا ہے۔ اس میں کلام کی جامعیت کے ساتھ ساتھ اشاریۂ غزلیات بھی ہے۔ اس کا مقدمہ بھی بہت سی مفید معلومات فراہم کرتا ہے۔

مختارالدین احمد کے کام کی اہمیت یہ ہے کہ انھوں نے نایاب ''دیوانِ فارسی'' مرتب کر کے شائع کرایا۔ عکسی نسخے کو شامل کیا اور وحید نسخے پر متن کی بنیاد رکھی۔ کلامِ حاتم کی ایک اہم کڑی جو گم شدہ تھی اسے تلاش کیا اور اردو ادب کے ذخیرے میں اضافہ کیا۔

ان سب مرتبین کے ہاں خصائص بھی ہیں اور چند ایک مقامات پر اختلافاتِ متن بھی نمایاں ہیں۔ ان سب کاوشوں کا مجموعی جائزہ لینے سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ غلام حسین ذوالفقار کا ''دیوان زادہ'' سب سے مکمل اور اچھا کام ہے۔ حاتم کے کلام اور فن کی تفہیم میں ان سب ماخذات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ حاتم نے طویل عمر پائی اور عہد بہ عہد ہونے والی تبدیلیوں کی بازگشت ان کے کلام میں سنائی دیتی ہے اور مذکورہ بالا دواوین حاتم کے کلام کی تفہیم میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ خواجہ محمد زکریا(مدیر عمومی)، **تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند**،جلد دوم، لاہور: پنجاب یونیورسٹی، طبع دوم۲۰۰۹ء،ص۵۸

۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، **تاریخ ادب اردو**، جلد دوم، لاہور: مجلس ترقی ادب،۱۹۹۴ء،ص۴۳۳

۳۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، **شاہ حاتم---حالات و کلام**، لاہور: مکتبہ خیابانِ ادب،۱۹۶۴ء،ص۵۰۔۵۳

۴۔ حسرت موہانی، **انتخاب سخن** (جلد اول،سلسلۂ شاہ حاتم)،لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی،۱۹۸۳ء،ص۱۱۔۱۲

۵۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر (مرتب)، دیوان زادہ، لاہور: مکتبہ خیابان ادب، ۱۹۷۵ء،ص۳۹

۶۔ عبدالحق (مرتب)، **دیوانِ حاتم** (انتخابِ دیوان قدیم)، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، جون ۲۰۱۰ء،ص۱۱۰۔۱۱۳

۷۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر (مرتب)، **دیوان زادہ**،ص۱۶۸۔۱۷۹

۸۔ ایضاً،ص۶

۹۔ عبدالحق (مرتب)، **دیوانِ حاتم** (انتخابِ دیوان قدیم)،ص۱۱۴

۱۰۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر (مرتب)، **دیوان زادہ**،ص۴

۱۱۔ عبدالحق (مرتب)، **دیوانِ حاتم** (انتخابِ دیوان قدیم)،ص۱۱۷

۱۲۔ حسرت موہانی، **انتخاب سخن** (جلد اول،سلسلۂ شاہ حاتم)،ص۶۲

۱۳۔ عبدالحق (مرتب)، **دیوانِ حاتم** (انتخابِ دیوان قدیم)،ص۲۲۸

۱۴۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر (مرتب)، **دیوان زادہ**،ص۱۹

۱۵۔ ایضاً،ص۱۸۵

۱۶۔ عبدالحق (مرتب)، **دیوانِ حاتم** (انتخابِ دیوان قدیم)،ص۲۴۰

۱۷۔ مختارالدین احمد، **دیوانِ فارسی حاتم دہلوی**، رام پور: کتابخانۂ رضا رام پور،۲۰۱۰ء،ص۱۸

۱۸۔ ایضاً ص۲۸